محمد وسیم اختر مفتی

عمر فاروق رضی اللہ عنہ

[''سیر وسوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

۱۰

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

سیرت وعہد

عہد فاروقی میں سر کی جانے والی شمالی ایران کی مہمات کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اسی عرصے میں سیدنا عمر کے مقرر کردہ سالار اصطخر حضرت عثمان بن ابوالعاص کی فوج نے بحری جہازوں کے ذریعے سے خلیج فارس کو عبور کیا اور جزیرۂ ایزکاوان پر قبضہ کر لیا۔ پھر حضرت عثمان نے توّج پہنچ کر اسے گھیرے میں لے لیا۔ مجاشع بن مسعود ان سے پہلے بصرہ کی جانب سے آ کر محاصرہ کیے بیٹھے تھے۔ اہل توّج کو علاء بن حضرمی کی یورش روکنے کا تجربہ تھا، اسی غرے میں انھوں نے دہرے محاصرے کو طول دیا۔ ایک سخت لڑائی میں ان کے بے شمار جنگ جو مارے گئے تو یہ شہر مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ مجاشع یہاں سے سابور اور اردشیر روانہ ہوئے اور ان دونوں شہروں کو فتح کیا۔ حضرت عثمان بن ابوالعاص نے اپنا لشکر لے کر ایران کے قدیم دارالحکومت اصطخر کا رخ کیا۔ ہربز نے اپنے مقدس شہر کا دفاع کرنے کے لیے تمام قوتیں جمع کر لیں، جہاں مجوسیوں کے دیوتا اناہید کا آتش کدہ اور ساسانی بادشاہوں کے مقبرے تھے۔ وہ فوج لے کر شہر سے باہر جور کے قصبے تک آیا، جیش عثمان نے غلبہ پایا تو بھاگ کر شہر میں واپس چلا گیا اور قلعہ بند ہو گیا۔ محاصرہ طویل ہونے پر شہر والے عاجز آ گئے اور انھوں نے دروازے کھول دیے۔ کچھ قتل و غارت اور لوٹ مار ہوئی، شہری

فرار بھی ہوئے، لیکن حضرت عثمان نے انھیں جزیہ دینے پر راضی کر لیا، ہربز بھی لوٹ آیا۔ حضرت عثمان کو جب پتا چلا کہ کچھ فوجیوں نے مال غنیمت تقسیم ہونے سے قبل ہی اس پر قبضہ کر لیا ہے تو کھڑے ہو کر خطبہ دیا: دین میں سب سے پہلے امانت کا فقدان ہوتا ہے، اس کے ضائع ہو جانے کے بعد روز بروز کچھ نہ کچھ کھویا رہتا ہے۔ تمام مال اپنی تحویل میں لے کر انھوں نے فوجیوں کے حصے بانٹے اور خمس مدینہ ارسال کر دیا۔ حضرت عمر نے ان کی کارکردگی سے خوش ہو کر انھیں بحرین کا گورنر مقرر کر دیا۔

اصطخر ایک شان دار ماضی رکھتا تھا، اس شہر کو سیاسی و مذہبی تفوق حاصل تھا۔ وہاں کے باشندگان کو اپنی کھوئی ہوئی حیثیت رہ رہ کر یاد آتی تھی، اس لیے شاہ کرمان شہرک کے اکسانے پر جلد ہی بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ انھوں نے حضرت عثمان بن ابوالعاص سے کیا ہوا معاہدہ توڑا اور شہرک کے جھنڈے تلے جمع ہو کر توّج شہر میں قلعہ بند ہو گئے۔ شہرک نے سابور، اردشیر اور دوسرے شہروں پر غارت گری کر کے کافی ساز و سامان اکٹھا کر لیا تھا۔ حضرت عثمان کے بھائی حکم بن عاص کو اس کی سرکوبی کی ذمہ داری ملی۔ کئی روز جاری رہنے والی سخت جنگ میں شہرک کے لشکر کو شکست ہوئی، خود وہ اور اس کا بیٹا بھی مارے گئے۔ خلیفۂ ثالث حضرت عثمان کے زمانے میں بھی اہل اصطخر نے عہد شکنی کی، تاہم تجدید صلح کرنے پر مجبور ہوئے۔ بلاذری کے کہنے کے مطابق اس مرحلے پر حضرت عمر کے فرمان پر ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت عثمان سے آ ملے اور ان دونوں نے ارّجان، شیراز اور سینیر کے مقامات فتح کیے۔ پھر حضرت عثمان نے درابجرد اور فسا شہروں کے رہنے والوں سے معاہدات صلح کیے۔ طبری کے خیال میں درابجرد اور فسا کے شہر ساریہ بن زنیم نے فتح کیے۔ وہ ان شہروں کا محاصرہ کیے بیٹھے تھے کہ ایرانیوں کو کمک آن پہنچی۔ اسی رات عمر رضی اللہ عنہ نے خواب میں اسلامی فوج کی پوزیشن ملاحظہ کی۔ انھوں نے دیکھا کہ اگر فوج صحرا میں بیٹھی رہی تو ایرانیوں اور کردوں کے گھیرے میں آ جائے گی اور اگر اس نے پہاڑ کو پیچھے رکھ کر اپنی صف بندی کر لی تو محض ایک جانب سے ہونے والے حملے کو روکنا ہو گا۔ انھوں نے نماز کے بعد خطبہ دیا اور لوگوں کو اس بات کی اطلاع دی۔ دوران خطبہ میں وہ چلائے: اے ساریہ بن زُنیم، پہاڑ کی جانب ہو جاؤ۔ پھر کہا: اللہ کی فوجیں بے شمار ہیں، ہو سکتا ہے ان میں سے کوئی یہ بات وہاں تک پہنچا دے۔ عین اسی وقت ساریہ دامن کوہ میں آ گئے۔ اسلامی فوج اپنی پشت محفوظ ہونے کی وجہ سے بے جگری سے لڑی اور ایرانیوں کو شکست سے دوچار کیا۔ مال غنیمت میں جواہرات سے بھرا ایک صندوق ملا جسے ساریہ نے فتح کی خوش خبری کے ساتھ حضرت عمر کی خدمت میں بھیج دیا۔ انھوں نے وہ صندوق فوجیوں میں تقسیم کرنے کے لیے واپس بھیج دیا۔ روایت ہے کہ اہل مدینہ نے ساریہ کے ایلچی سے دریافت کیا کہ کیا انھوں نے جنگ

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

کے دن حضرت عمر کی بات سنی تھی؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں، ہم نے 'یا ساریة ،الجبل ،الجبل' (اے ساریہ، پہاڑ کو ہو جاؤ، پہاڑ کو ڈھال بنا لو) کے الفاظ سنے تھے۔

حضرت عثمان بن ابوالعاص اپنی مہمات میں مصروف تھے کہ حکم بن عمرو تغلبی نے مکران فتح کیا۔ انھوں نے مال غنیمت کے ساتھ ہاتھی بھی مدینہ بھیج دیے۔ امیر المومنین نے ہاتھی بیچ کران کی قیمت غازیوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ ادھر حضرت سہیل بن عدی نے کرمان کو زیر کیا، ان کے حملے کے وقت یزدگرد وہیں تھا، اس نے بھاگ کر خراسان کی راہ لی۔ اسے وہاں جائے قرار ملنے کی امید تھی، کیونکہ خراسان و سجستان بصرہ و کوفہ سے کافی مسافت پر تھے اور ابھی وہاں جنگ کی آگ نہ بھڑکی تھی۔ اس کی توقع پوری نہ ہوئی، یہ دونوں صوبے بھی خلافت اسلامیہ کی عمل داری میں آ کر رہے۔ سجستان کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ کمانڈر عاصم بن عمرو سجستان پہنچے تو وہاں کے باشندے اپنے دارالخلافہ بزرنگ میں قلعہ بند ہو گئے۔ جب محاصرہ تنگ ہوا تو اس شرط پر صلح کر لی کہ ان کی کھیتیاں انھی کے پاس رہنے دی جائیں۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

سالار خراسان احنف بن قیس طبسین کے راستے سے خراسان پہنچے تو یزدگرد مرو شاہجان میں تھا۔ کسی مزاحمت کا سامنا کیے بغیر وہ ہرات پہنچے اور بے شمار قلعوں اور اونچی فصیلوں والے اس شہر کو فتح کیا۔ وہاں کچھ فوج چھوڑ کر وہ نیشاپور اور سرخس کی جانب بڑھے۔ ان کا ارادہ تھا کہ مرو شاہجان جا کر یزدگرد کو گرفتار کیا جائے، لیکن وہ بھنک پا کر قریبی شہر مرورود نکل گیا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو شاہ نے بلخ کا رخ کیا۔ احنف نے بلخ پر قبضہ کر کے حضرت ربعی بن عامر کو وہاں کا عامل مقرر کیا۔ اب یزدگرد ایران کے سرحدی دریا کو عبور کر کے سمرقند جا پہنچا، اس نے خاقان ترک (شاہ تاتار) سے مدد طلب کی۔ خاقان نے خیال کیا کہ مسلمانوں کا ایران پر قبضہ کرنے کے بعد اس پر حملے کا ارادہ ہے، اس نے ایک بڑی فوج ترتیب دی اور اسلامی فوج کا مقابلہ کرنے مرورود تک چلا آیا۔ امیر المومنین عمر بن خطاب تک احنف کی کامیابیوں کی اطلاع پہنچی تو انھوں نے ان کو سرحدی دریا عبور کرنے سے منع کر دیا، کیونکہ وہ تاتاریوں (ترکوں) اور منگولوں کے ساتھ کوئی جنگ چھیڑنا نہیں چاہتے تھے۔ احنف نے اپنی فوج مرورود کی پہاڑیوں کے سامنے لا کھڑی کی، دریاے مرورود تاتاری فوج اور ان کے بیچ حائل تھا۔ کئی دن دونوں لشکر آمنے سامنے پڑے رہے، مسلمانوں نے جنگ کی ابتدا کی نہ دریا عبور کرنے کی کوشش کی۔ اس دوران میں ترکوں کی طرف سے مبارزت کرنے والے تین سوار احنف کے ہاتھوں مارے گئے۔ جب خاقان کو یقین ہو گیا کہ مسلمان اس سے بھڑنا نہیں چاہتے تو واپس اپنی سرزمین کو لوٹ گیا۔

مروشاہجان کے محاصرے کے دوران میں یزدگرد چھپایا ہوا خزانہ سمیٹ کر اپنے خاص مصاحبوں کے ساتھ پڑوسی ملک ترکستان یا چین کو فرار ہو رہا تھا کہ اس کی رعایا اس پر پل پڑی اور خزانہ اس سے چھین لیا۔ جب احنف سے ان کی صلح ہوئی تو انھوں نے یہ خزانہ ان کے حوالے کر دیا۔ خمس مدینہ بھیجے جانے کے بعد ہر سپاہی کو اس قدر وافر حصہ ملا جو جنگ قادسیہ میں ملنے والی غنیمت کے برابر تھا۔ غنائم تقسیم کرنے کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا: اللہ تعالیٰ نے تمھیں ایرانیوں کی سرزمین اور ان کے مال و دولت کا مالک بنا دیا ہے، کیونکہ وہ جانچنا چاہتا ہے کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو۔

۱۶ھ میں بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت عمرو بن عاص برابر سیدنا عمر بن خطاب کو مشورہ دیتے رہے کہ مصر زیر کرنے کا یہ بہترین موقع ہے، کیونکہ وہاں کے لوگوں میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے۔ ایک طرف بازنطینی حکمران ہرقل (Heraclius) نے ان پر سیاسی تسلط جمایا ہوا ہے، دوسری جانب اسی کے حکم سے عیسائی کیتھولک پیشوا کائرس (Cyrus) مصریوں کا عقیدہ بدلنے کے لیے ان پر جبر و تعذیب کے پہاڑ ڈھا رہا ہے۔ ۶۲۹ء میں ہرقل جب مصر آیا تو اس نے کائرس (Cyrus) کو ذمہ داری دی کہ وہ مصر میں Monophysitism (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واحد الوہی فطرت رکھنا) کے عقیدے کو فروغ دے۔ وہاں کے عیسائی Miaphysitism (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات کا ایک ہی وقت میں بشری اور الوہی فطرتوں سے مرکب ہونا) کو مانتے تھے۔ جابیہ میں ابن عاص سے ملاقات کے بعد حضرت عمر مدینہ واپس چلے گئے، پھر اسی زمانے میں خلافت اسلامیہ میں قحط پڑا اور طاعون کی وبا پھیل گئی، اس لیے ان کی تجویز پر عمل نہ ہو سکا۔ ۱۸ھ (۶۳۹ء) میں عمرو بن عاص قیساریہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے کہ انھیں مصر میں آگے بڑھنے کی اجازت مل گئی۔ حضرت عمر نے اہل رائے سے مشورہ کرنے کے بعد لکھا تھا کہ انھی لوگوں کو اس مہم میں شامل کرنا جو اپنی مرضی سے شامل ہونا چاہیں۔ حضرت عمرو معاویہ کو قیساریہ میں نائب مقرر کر کے ۴ ہزار فوج لے کر چل پڑے اور ساتھ ہی مدینہ سے کمک طلب کی۔ اسی اثنا میں وہاں وہ صحابہ سرگرم ہو چکے تھے جو اس مہم کو نوزائیدہ اسلامی مملکت کے لیے پرخطر سمجھتے تھے۔ سیدنا عثمان ان میں پیش پیش تھے، وہ حضرت عمرو بن عاص پر ذاتی اعتراضات بھی کرتے تھے۔ ان کے اصرار پر حضرت عمر نے دوسرا خط لکھا کہ اگر تم مصر میں داخل ہو چکے ہو تو اپنی منزل تک بڑھتے جاؤ اور اگر وہاں نہیں پہنچ پائے تو واپس لوٹ جاؤ۔ وہ رفح اور عریش کے مابین ایک مصری قصبے میں داخل ہو چکے تھے، اس لیے پیش قدمی جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ انھیں کسی مزاحمت کا سامنا نہ کرنا پڑا، کیونکہ مصر کے رومی حکمران مقوقس کی پلاننگ تھی کہ یہ قلیل التعداد لشکر اتنی دور چلا جائے جہاں اس تک مدد آنا ممکن نہ ہو۔ حضرت عمرو بن عاص ۱۰۰ کلومیٹر

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

سے زیادہ فاصلہ طے کر کے فرما آن پہنچے جہاں ایک مضبوط قلعہ تھا۔ اہل شہر نے دروازے بند کر لیے اور حضرت عمرو نے محاصرہ ڈال دیا، انھیں اپنی فتح کا پورا یقین تھا۔ مشہور روایت ہے، یہ محاصرہ ایک ماہ جاری رہا، کچھ ابتدائی جھڑپوں کے بعد حضرت عمرو کو شان دار فتح حاصل ہوئی۔ مقریزی اور دوسرے مورخین کا خیال ہے کہ یہ کامیابی فرما کے قبطیوں کے مرہون منت تھی، لیکن حقیقت میں ان کی مدد اتنی ہی تھی کہ انھوں نے مسلمانوں کو شہر کے بارے میں معلومات مہیا کیں۔ دوسری وجہ یہ رہی کہ اہل فرما کو مصر کے بادشاہ مقوقس کی جانب سے کوئی کمک نہ پہنچی۔ حضرت عمرو نے قلعہ مسمار کرا دیا اور قریبی بندرگاہ میں کھڑے جہاز جلا ڈالے تاکہ مصریوں کو مزید کارروائی کا موقع نہ ملے۔ فتح کے بعد کچھ مقامی بدو ان کی فوج میں شامل ہو گئے۔ اب وہ ایک لمبا سفر طے کر کے بلبیس کے شہر پہنچے جہاں وہ ایک ماہ مقیم رہے۔ اس دوران میں مقوقس نے انھیں لوٹ جانے کی پیش کش کی۔ عمرو نے جواب دیا: ہم تمھیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں، دوسری صورت میں تم جانتے ہو، کہ ہم ہی غالب آئیں گے۔ رومی جرنیل اطربون (Tribunus) نے مقابلہ کرنے کی ٹھانی، وہ ۱۲ ہزار کی فوج لے کر نکلا اور راتوں رات مسلم فوج پر اچانک حملہ کر دیا۔ حضرت عمرو تیار تھے، شدید جنگ کے بعد اطربون مارا گیا اور ۱ ہزار جانوں کا نذرانہ دے کر اس کی فوج بھی تتر بتر ہو گئی۔

ابھی مدینہ کی طرف سے کمک کی آمد نہ ہوئی تھی، حضرت عمرو صحرا کے کنارے چلتے چلتے ام دنین تک آ گئے۔ دریاے نیل پر واقع اس قصبے کے جنوب میں مصر کے دو قدیم شہر بابلیون اور منف تھے۔ حضرت عمرو بن عاص نے امیر المومنین کو مدد بھیجنے کے لیے دوبارہ خط لکھا اور سپاہیوں کو امید دلائی کہ کمک آیا چاہتی ہے۔ سب سے پہلے ام دنین کے قلعے کے پہرے داروں نے مسلم فوج آتے ہوئے دیکھی تو مرعوب ہو گئے۔ مدد آئی تو حضرت عمرو نے پوری فوج یکجا کر کے ایک ہلہ بولا اور قلعے پر قبضہ کر لیا۔ اب انھوں نے کشتیوں پر دریاے نیل کو عبور کیا، جیزہ کے اہرام کے پاس سے گزرتے ہوئے صحرا میں مارچ کرنا شروع کر دیا، ان کا رخ فیوم کی طرف تھا۔ انھیں مقامی بدووں نے خبر دی کہ حنّا نام کا ایک سالار کھجوروں اور جھاڑیوں کی اوٹ میں اپنا دستہ چھپاتے چھپاتے ان کی طرف آ رہا ہے۔ حضرت عمرو نے رخ بدلا اور ایک چکر کاٹ کر اس دستے پر حملہ کیا اور اسے ملیامیٹ کر دیا۔ اہل فیوم حنّا کے انجام سے بہت رنجیدہ ہوئے، وہاں کے رومی حکمران نے اس کی لاش حنوط کر کے ہرقل کے پاس قسطنطنیہ بھیج دی۔ ہرقل نے حضرت عمرو کی فوج کچلنے کے لیے ایک مقامی لشکر بھیجنے کا حکم دیا، لیکن حضرت عمرو صحرا سے باہر نہ نکلے تو وہ لشکر لوٹ گیا۔

اسی اثنا میں حضرت عمرو بن عاص کو اطلاع ملی، امیر المومنین نے ان کی طرف مزید کمک روانہ کی ہے جو فرما اور بلبیس کے اسی راستے سے بابلیون کے قلعوں تک پہنچے گی جہاں سے وہ خود آئے تھے۔ وہ آگے بڑھ کر اس فوج کا

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

استقبال کرنا چاہتے تھے۔ انھیں اندیشہ تھا کہ رومی اس کی راہ میں رکاوٹ ڈالیں گے۔ ان کو دریاے نیل عبور کرنا تھا، فیوم سے آنے والی رومی فوج بھی راستے میں حائل تھی۔ مورخین حیران ہیں انھوں نے نیل کیسے پار کیا، فیومی لشکر کو کیسے چکمہ دیا اور عین شمس (Heliopolis) پہنچ گئے۔ ۸ ہزار نفوس پر مشتمل اس فوج میں حضرت زبیر بن عوام، عبادہ بن صامت، مقداد بن اسود اور مسلمہ بن مخلد جیسے جلیل القدر صحابہ موجود تھے۔ سیدنا عمر نے زبیر کو قائد جیش مقرر کرتے ہوئے سوال کیا تھا کہ کیا تم مصر کی گورنری لینا چاہتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا، میں حضرت عمرو بن عاص کا ساتھ دوں گا، ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں ڈالوں گا۔ جیش زبیر کے آنے سے حضرت عمرو کی فوج بڑھ کر ۱۵ ہزار ہو گئی تو انھیں یقین ہوا کہ مصر کی قسمت کا فیصلہ ہونے کی گھڑی آ گئی ہے۔ انھوں نے عین شمس (Heliopolis) کے ٹیلوں پر فوج کو ترتیب دیا۔ یہ جگہ بلند تھی، اس لیے اس کا دفاع کرنا آسان تھا۔ وافر پانی ہونے کی وجہ سے سبزے اور غلے کی بہتات تھی۔ حضرت عمرو کی خواہش تھی کہ رومی فوج قلعۂ بابلیون سے باہر نکل کر میدان میں مقابلہ کرے۔ یہ تمنا جلد پوری ہوئی، رومی سپہ سالار تھیوڈر نے اپنے جرنیلوں سے مشورہ کے بعد قلعے سے باہر آنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت عمرو نے یہ خبر سن کر راتوں رات ۵۰۰ سپاہی پہاڑ کے پیچھے بنووائل کے غار میں چھپا دیے اور ۵۰۰ خارجہ بن حذافہ کی سربراہی میں ام دنین بھیج دیے۔ صبح سویرے وہ عین شمس کے ٹیلوں سے اتر کر کھلے میدان میں آ گئے۔ رومی فوج بھی پوری تیاری کے ساتھ باہر نکلی اور لڑائی شروع ہوئی۔ گھمسان کا رن پڑا تھا کہ بنووائل کے غار میں چھپا ہوا رسالہ باہر نکلا اور رومی فوج کے پچھلے دستوں پر ٹوٹ پڑا۔ رومیوں کی صفیں منتشر ہو گئیں اور انھوں نے گھبرا کر بائیں جانب ام دنین کا رخ کیا۔ عین اسی وقت ام دنین میں چھپے ہوئے مسلم سوار نکل آئے اور ان پر تلواریں آزمانا شروع کر دیں۔ رومیوں کو ایسے لگا، جیسے ان پر تین لشکر حملہ آور ہو گئے ہیں۔ اسی گھبراہٹ میں ان میں سے اکثر مارے گئے، باقی فرار ہو کر قلعے میں جا چھپے، کچھ کشتیوں میں بیٹھ کر نیل میں جا گھسے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد اسلامی فوج نے ام دنین پر دوبارہ حملہ کیا اور وہاں چھپے ہوئے رومیوں کو نکال باہر کیا۔ عین شمس کے فیصلہ کن معرکے کے بعد حضرت عمرو بن عاص نے قدیم شہر مصر پر بغیر کشت و خون کیے قبضہ کر لیا۔ فیوم میں موجود رومی نقیوس کی طرف بھاگ گئے تھے، اس لیے حضرت عمرو دریاے نیل پار کر کے صحرا میں پہنچے اور فیوم کو اپنے کنٹرول میں لیا۔ انھوں نے جنوبی ڈیلٹا میں بھی فوج بھیجی اور اثریب اور منوف پر قبضہ کیا۔ جو رومی اہل کار قابو آئے، انھیں ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنا دی گئیں۔ باقی بچ جانے والوں پر اس قدر خوف طاری ہوا کہ وہ ٹولیوں کی صورت میں اسکندریہ کوچ کر گئے۔

کثیر تعداد میں رومی سپاہ بابلیون کے قلعے میں پناہ لیے ہوئی تھی، ان میں شاہ مصر مقوقس بھی تھا۔ دریاے نیل کے

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

کنارے پر واقع اس قلعے کے بڑے گیٹ تک بحری جہازوں کی آمد و رفت ممکن تھی۔ قلعے کے اندر پانی کے کنویں اور غلے کے کھیت کثرت سے تھے۔اس کے چاروں اطراف ایک گہری خندق کھدی ہوئی تھی جسے ایک متحرک پل کے ذریعے عبور کیا جاتا تھا۔اہل قلعہ اس پل کی حرکت کنٹرول کرتے تھے۔ادھر دریاے نیل میں پانی چڑھ آیا، یہ وہ طغیانی تھی جو اس دریا میں ہر سال آتی تھی ۔ان حالات میں حضرت عمرو بن عاص نے قلعۂ بابلیون (Babylon Fortess) کا محاصرہ کیا۔رومی فوج منجنیقوں سے حملہ کرتی تو مسلمان پتھروں اور تیروں سے جواب دیتے۔ایک ماہ گزر گیا، مسلمانوں کے حوصلے میں کوئی کمی نہ آئی۔شاہ مقوقس نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ ابھی نیل کا پانی اترنے میں قریباً ایک مہینا اور لگے گا تب کہیں نقیوس یا اسکندریہ سے کمک آسکے گی، کیوں نہ ان عرب بدوؤں کو مال و دولت کا لالچ دے کر رخصت کر دیا جائے۔اس نے اس سفارت کاری کو سالار بابلیون اعیرج (جارج) سے خفیہ رکھنے کا فیصلہ کیا۔رات گئے مقوقس اور اس کے خاص درباری کشتی پر بیٹھ کر قلعے سے جزیرۂ روضہ چلے گئے اور وہاں سے حضرت عمرو بن عاص کو خط لکھا۔

مطالعۂ مزید: البدایہ والنہایہ (ابن کثیر)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، الفاروق عمر (محمد حسین ہیکل)، Conquest of Egypt Muslim (Wikipedia)۔

[باقی]

---

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org